© rasailojaraid.com

مولانا ذاکر حسن نعمانی

مذاہب اربعہ اور شاہ ولی اللہ کی تحقیق

عالم اسلام میں تقلیدی لحاظ سے چار مذاہب بہت مشہور اور رائج ہیں بعض مقامات میں اہل حدیث بھی ہیں۔ ان کے علاوہ تقریباً تمام مسلمان چار اماموں کے مقلد ہیں۔ امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحہم اللہ ان آئمہ ہُداۃ کی تقلید اس لیے کی جاتی ہے کہ صرف ان حضرات کی فقہ مکمل طور پر مدون ہے جس کی وجہ سے فقہ پر چلنا آسان ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی مجتہدین گزرے ہیں لیکن ان کے مذاہب اس طرح پروان نہ چڑھ سکے بلکہ مرجھا گئے۔

ان چار مذاہب میں حصر شرعی، عقلی اور جبلی نہیں بلکہ استقرائی اور عادی ہے۔ اور مذاہب کا پیدا اور مدون ہونا ممکن ہے لیکن محال عادی ہے۔ گزشتہ مجتہدین ایسے اصول و قواعد اجتہاد چھوڑ گئے۔ کہ قیامت تک پیدا ہونے والے مسائل کا حل نکل سکتا ہے۔

آئمہ حدیث اور بڑے بڑے اساطین علم اور عوام الناس مقلد ہیں۔ تقلید کی اصطلاحی تعریف کو نہ چھیڑیں بلکہ اس کی حقیقت پر غور کرنا چاہیئے۔ تقلید کی حقیقت اور معنیٰ قرآن و حدیث میں موجود ہے اور دور صحابہ کرام میں بھی اس کی حقیقت پائی جاتی ہے۔ بعد میں جب اس کی اصطلاحی تعریف کی گئی تو بعض لوگوں کو اس کے ساتھ اختلاف پیدا ہو گیا حالانکہ اصطلاحات کے اندر الجھنا محض لاعلمی ہے۔ دنیا میں بے شمار مادی و معنوی اشیاء ہیں جن کے نام اور تعریفیں ہر جگہ جُدا جُدا ہیں۔ لیکن ان کی حقیقت ایک ہونے کی وجہ سے لوگ آپس میں نہیں جھگڑتے۔ اگر تقلید کی تعریف کے ساتھ بیر ہے تو پھر اصول فقہ کا تو خدا ہی حافظ۔ اصول فقہ کی تمام اصطلاحات اور تعریفیں ضائع اور بے کار ہو کر رہ جائیں گی۔ مثلاً خاص، عام، مشترک اور مؤول ان اصطلاحات کی حقیقت سے قرآن و حدیث بھرا پڑا ہے جس سے انکار کفر کے مترادف ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں فاسئلوا اھلِ الذکر ان کنتم لا تعلمون۔ یہ مطلق تقلید کا ثبوت ہے یا حدیث میں ہے شفاء العی السوال۔ جاہل کی شفاء سوال میں ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے فاقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر۔ یعنی میرے بعد ابو بکر و عمرؓ کی اقتدا کرو۔ تقلید سے خیر القرون کا دور بھی خالی نہیں تھا۔ اور ہونا بھی اسی طرح چاہیئے تھا۔ کیونکہ ہر آدمی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تو مجتہدین نہیں بن سکتا۔ صحابہ کرام میں ایسے حضرات تھے کہ بعض نصوص کا صحیح فہم اُن کو نہ ہو سکا۔ ایک صحابی نے جب آیت حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود۔ معنی یہ ہے کہ رات اور دن کا کالا و سفید دھاگہ واضح ہو جائے۔ لیکن اس صحابی نے حقیقتاً کالا اور سفید دھاگہ اپنے تکیہ کے نیچے رکھا۔ تو حضورؐ نے اس سے فرمایا انك لعریض القفا۔ یعنی آپ کی گردن بہت چوڑی ہے آہستہ آہستہ مسلمانوں عالم میں تقلید عام اور پھیلتی چلی گئی۔ اس کے بارے میں شاہ ولی اللہ کی تحقیق پیش خدمت ہے۔ شاہ صاحب نے اپنی اکثر تالیفات میں اس پر بحث کی ہے۔ لیکن دو کتابیں اس موضوع پر بہت مشہور ہیں (۱) عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید (۲) الانصاف فی بیان سبب الاختلاف مشہور زمانہ کتاب حجۃ اللہ البالغہ کی پہلی جلد میں بھی تھوڑی سی بحث کی ہے۔ مذکورہ کتابوں میں تقلید پر کی گئی تحقیق کا خلاصہ اپنے فہم کے مطابق بیان کرتا ہوں۔

شاہ صاحب نے عقد الجید میں باب باندھا ہے۔ باب تاکید الاخذ بھذہ المذاہب الاربعۃ والتشدید فی ترکھا والخروج عنھا۔ مذاہب اربعہ کے اختیار کرنے کی تاکید اور ان کو چھوڑنے اور ان سے نکلنے کی ممانعت شدیدہ۔

شاہ صاحب کے نزدیک مذاہب اربعہ اختیار کرنے میں بڑی مصلحت ہے اور اس کے ترک کرنے میں مفسدہ عظیمہ ہے، شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ اس بات پر اجماع ہے کہ سلف پر اعتماد کیا جائے۔ اگلوں کا یہی طریقہ ہے۔ تابعین نے صحابہ کرام پر اور تبع تابعین نے تابعین پر اعتماد کیا۔ اس طرح بعد کے ہر طبقہ نے اگلے طبقہ پر اعتماد کیا۔ تقلید میں بھی سب سے بڑی شئی اعتماد ہے۔ ہم کسی کی بات اس وقت تک نقل نہیں کر سکتے جب تک اس پر بھروسہ نہ ہو۔

شاہ صاحب کے نزدیک صرف دین ہی میں نہیں بلکہ تمام فنون میں یہ تقلید جاری ہے۔ مثلاً صرف، نحو اور منطق وغیرہ بلکہ دنیاوی پیشوں میں بھی یہی دستور ہے۔ اس لیے موصوف بطور قاعدہ کلیہ بیان فرماتے ہیں۔

واذا تعین الاعتماد علی اقاویل السلف فلابد ان یکون اقوالھم التی یُعتمدُ علیھا مرویۃ بالاسناد الصحیح او مدونۃ فی کتب مشھورۃ۔

یعنی ان باعتماد اقوال کا صحیح سند کے ساتھ مروی ہونا اور کتب مشہورہ میں مدون ہونا ضروری ہے۔

اسی کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ ان اقوال پر بحث ہوئی ہو۔ محتملات اور راجح کا بیان ہوا ہو۔ اقوال مختلفہ میں تطبیق اور اُن کی علتیں مذکور ہوں تاکہ عمل کرنا ان پر ممکن ہو جائے۔ آگے لکھتے ہیں اپنی بیان کردہ شرائط کے مطابق کہ یہی چار مذاہب بزبان حال گویا ہیں کہ ان کی تقلید اختیار کرو۔ فرماتے ہیں ولیس مذھب فی ھذہ الازمنۃ المتاخرۃ بھذہ الصفۃ الا ھذہ المذاھب الاربعۃ۔ یعنی شاہ صاحب کے بیان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کردہ شرائط پر آج کل صرف یہی چار مذاہب پورا اترتے ہیں لکھتے ہیں کہ حضورؐ کا فرمان ہے اتبعوا سواد الاعظم ولما اندرست المذاهب الحقة الا هذه الاربعة كان اتباعها اتباعا للسواد الاعظم والخروج عنها خروجا عن سواد الاعظم۔

یعنی حضورؐ فرماتے ہیں کہ بڑے گروہ کی پیروی کرو۔ سچے مذاہب ان چار کے علاوہ ختم ہو گئے۔ ان کی پیروی سواد اعظم کی پیروی ہے ان سے نکلنا سواد اعظم سے نکلنا ہے۔ پابندی مذہب کی تیسری وجہ یہ بتلاتے ہیں کہ خیر القرون گزر چکا امانتیں تلف کر دی گئیں علماء سوء، ظالم قاضیوں اور ہوا پرست مفتیوں پر اعتماد اب نہیں کیا جا سکتا۔ اپنے قول کو یہ لوگ باعتماد اسلاف کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لہذا خیر اسی میں ہے کہ مذاہب اربعہ کو اختیار کیا جائے۔

ابن حزم تقلید کا قائل نہیں شاہ صاحب ان کے دلائل نقل کر کے ان کو جواب دیتے ہیں کہ تقلید صرف تین آدمیوں کے لیے جائز نہیں۔ انما یتم في من له ضرب من الاجتهاد ولو في مسئلة واحدة وفي من ظهر عليه ظهورا بينا ان النبي امر بكذا او نهى عن كذا وانه ليس بمنسوخ۔ یعنی وہ شخص تقلید نہ کرے جو مجتہد ہو اگرچہ ایک مسئلہ میں۔ اور یہ بات اس پر صاف ظاہر ہو کہ فلاں چیز سے حضورؐ نے منع فرمایا یا حکم دیا ہے اور یہ حکم منسوخ نہ ہو۔

اور دوسرا وہ شخص ہے کہ جس کا یہ عقیدہ ہو کہ مجتہد خطا نہیں کر سکتا اور اس کی اندھی تقلید شروع کر دے۔ فرماتے ہیں۔ وفيمن يكون عاميا ويقلد رجلا من الفقهاء بعينه يرى انه يمتنع من مثله الخطاء وان ما قاله هو الصواب البتة۔

یعنی عامی کسی معین فقیہ کی تقلید اس خیال سے کرے کہ اس سے خطاء محال ہے یہ جو کچھ کہتا ہے وہ ٹھیک ہے اور اس کی تقلید کو نہ چھوڑے اور تیسرا وہ شخص ہے فيمن لا يجوز ان يستفتي الحنفي مثلا فقيها شافعيا وبالعكس ولا يجوز ان يقتدي الحنفي بامام شافعي مثلا۔ یعنی حنفی شافعی سے اور شافعی حنفی سے مسئلہ پوچھنے کو جائز نہ سمجھے اور ایک دوسرے کے پیچھے نماز بھی نہ پڑھتے ہوں۔

(نوٹ) اسلاف خواہشات نفسانیہ سے بچتے تھے۔ رضا الٰہی کی خاطر دوسرے امام کو حق سمجھ کر اس سے پوچھتے تھے۔ آج کل ہوائے نفسانی کا دور ہے۔ سہولت، آزادی اور آرام پسندی کی خاطر مذاہب اربعہ کے اقوال کی اتباع کرتے ہیں جو ایک لحاظ سے شریعت کے ساتھ مذاق ہے۔ اس لیے اب محققین علماء کے نزدیک صرف ایک امام کی تقلید واجب ہے۔ ہاں احتیاج شدید کے وقت۔ لیکن اس کو صرف علماء ہی جانتے ہیں۔ عوام ایسی صورت میں مستند علما کی طرف رجوع کریں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ ایک عالم دوسرے عالم کی تقلید کر سکتا ہے فرماتے ہیں۔ تقلید کی دو قسمیں ہیں۔
واجب اور حرام واجب یہ ہے کہ جاہل آدمی خود حکم معلوم نہیں کر سکتا تو اس کا کام عالم سے پوچھنا ہے۔
حرام یہ ہے کہ ان یظن بفقیہ انہ بلغ الغایۃ القصویٰ فلا یمکن ان یخطی۔
یعنی فقیہ کے بارے میں یہ خیال رکھے کہ علم کی انتہا کو پہنچ گیا اور اب غلطی نہیں کر سکتا۔
پانچواں باب اس امر میں ہے کہ تقلید میں اعتدال ضروری ہے افراط تفریط سے کام نہیں لینا چاہیئے۔
لکھتے ہیں ھو الذی مشیٰ علیہ جماھیر العلماء من الاخذین بالمذاھب الاربعۃ ووصیٰ بھا ائمۃ المذاھب اصحابھم۔ یعنی چاروں مذاہب کے علماء اس بات کے پابند ہیں اور مذہب کے ائمہ نے اپنے شاگردوں کو اسی کی وصیت کی ہے۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی کا قول نقل کیا ہے کہ امام اعظم سے مروی ہے لا ینبغی لمن لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی یعنی جس کو میری دلیل معلوم نہ ہو میرے کلام سے فتویٰ نہ دے۔
امام مالکؒ فرماتے ہیں۔ ما من احد الا وما خوذ من کلامہ ومردود علیہ الا رسول اللہ۔ کوئی بھی ایسا شخص نہیں کہ جس کا قول قابل مؤاخذہ نہ ہو اور اس کا قول اس پر رد نہ کیا جائے بجز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔
امام شافعیؒ فرماتے ہیں اذا صح الحدیث فھو مذھبی یعنی صحیح حدیث ہی میرا مذہب ہے۔ فرماتے ہیں اذا رأیتم کلامی یخالف الحدیث فاعملوا بالحدیث واضربوا بکلامی الحائط۔
یعنی میری بات حدیث کے مخالف ہو تو حدیث پر عمل کرو اور میری بات کو دیوار پر پھینک دو۔

الانصاف

شاہ صاحب الانصاف میں فرماتے ہیں۔ وبعد المأتین ظھر فیھم التمذھب للمجتھدین باعیانھم وقل من کان لا یعتمد علی مذھب مجتھد بعینہ۔ وکان ھذا ھو الواجب فی ذالک الزمان۔ یعنی دو صدی بعد تقلید شخصی شروع ہوئی اور بہت کم ایسے تھے جو تقلید شخصی کے قائل نہیں تھے۔ اور یہ اس زمانہ میں واجب تھا۔
اس کے دو سبب تھے۔ مجتہد بڑی چھان بین اور احتیاط سے ایک قول ذکر کرتا تھا (۲) مقلد تمام اماموں کے اقوال کی چھان بین ساری زندگی میں نہیں کر سکتا۔
شاہ صاحب نے عنوان قائم کیا ہے التقلید فی المذاھب الاربعۃ فرماتے ہیں ان ھذہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

المذاہب الاربعۃ المدونۃ قد اجتمعت الامۃ ومن یعتد بہ علی جواز تقلیدھا الی یومنا ھذا۔ یعنی مذاہب اربعہ مدونہ کی تقلید پر امت کا اجماع ہے، فرماتے ہیں وفی ذالک من المصالح مالا یخفی اس میں غیر مخفی مصالح ہیں۔ لاسیما فی ھذہ الایام التی قصرت فیہا الھمم واشربت النفس الھوا واعجب کل ذی رای برایہ یعنی خاص کر آج کل ہمتیں کوتاہ ہوگئیں اکثر لوگ خواہش پرست ہیں، اور ہر ایک اپنی رائے سے خوش ہے۔

فرماتے وبالجملۃ فالتمذھب للمجتھدین سر الھمہ اللہ تعالیٰ العلماء وجمعھم علیہ من حیث یشعرون اولا یشعرون خلاصہ یہ کہ مجتہدین کے مذہب کو اختیار کرنا اللہ تبارک وتعالیٰ کا ایک راز ہے جس کا علماء کو الہام کیا گیا اور وہ اس پر شعوری اور لاشعوری طور پر متفق ہوگئے۔

حجۃ اللہ البالغۃ

شاہ صاحب اس مشہور زمانہ کتاب کی جلد ایک میں رقم طراز ہیں کہ چوتھی صدی سے قبل لوگ مذہب معین کے پابند نہ تھے۔ لیکن الانصاف کی عبارت گزر گئی جس سے پتہ چلتا ہے کہ تیسری صدی میں تقلید شخصی موجود تھی۔ احقر کے ذہن میں تطبیق یہ ہے کہ الانصاف میں جزوی پابندی مراد ہے اور یہاں عام عدم پابندی مراد ہے۔

الاشرف کا نصاب ونظام تعلیم نمبر

• کیا درس نظامی میں کسی قسم کی تبدیلی وقت کی ضرورت ہے؟ • قرآن وحدیث اور فقہ وفنون کی تعلیم کے ساتھ عصری علوم وفنون کی تعلیم کہاں تک ضروری ہے؟ • اسکول کالج اور دینی مدارس کے نصاب اور نظام تعلیم میں کیا خوبیاں اور کیا کمزوریاں ہیں؟ • سالہا سال کی تعلیم اور بے پناہ اخراجات کے باوجود متوقع نتائج کیوں حاصل نہیں ہورہے؟

ان اور ان جیسے دیگر سوالات کے تفصیلی جوابات کے لیے الاشرف کے "نصاب ونظام تعلیم نمبر" کا مطالعہ کیجئے۔ • معرکۃ الآراء مضامین، مشاہیر کے افکار اور معروف اہل قلم کے حاصل مطالعہ کو اپنے جلو میں لیے ہوئے یہ یادگار نمبر انشاء اللہ رمضان کے آخر میں منظر عام پر آرہا ہے۔ ضخامت معمول سے زیادہ۔ قیمت بیس روپے۔

اپنی کاپی آج ہی بک کرالیجیے۔

نوٹ: دلچسپی رکھنے والے ہر صاحب علم اور قلمکار سے مندرجہ بالا موضوع پر لکھنے کی درخواست ہے۔

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے

ادارہ جریدہ الاشرف، الاحمد مینشن، ۱۳ بی، گلشن اقبال، کراچی۔ فیکس ۴۷۱۱۸۰

© rasailojaraid.com